لَوْ کَانَ کُفْرًا حُبُّ قَدْرِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ کَافِرٌ

سلسلہ ”ایمانی خزائن“ میں شامل

ختم نبوت پر کام کرنے والوں کیلئے انمول تحفہ

حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ

کی اپنی لکھی ہوئی کتاب

تنویر النبراس

علی من انکر تحذیر الناس

عنوانات حواشی

حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا

مع

ختمِ نبوت اور صاحبِ تحذیر الناس

[جملہ خاتم النبیین سے اگر صرف ختم زمانی مراد لی جائے تو بھی اثر ابن عباسؓ کا انکار بے فائدہ ہے]

اب اور سنئے! صاحب تحذیر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے یہ لکھا تھا کہ اگر خاتم النبیین سے فقط خاتمیتِ زمانی مراد لی جائے تو انکارِ اثرِ ابن عباسؓ سے کیا فائدہ؟ اس واسطے کہ در صورت عدم صحتِ اثرِ مذکور بہت سے بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ اور زمینوں میں انبیاء نہیں فقط اسی زمین میں انبیاء ہیں) اور آپ ﷺ کی خاتمیتِ زمانی فقط یہاں ہی کے انبیاء کی نسبت ہے تو یہ بات اثرِ مذکور کی صحت وصدق کی صورت میں بھی بدستور باقی رہتی ہے اور اس بات پر ایک مثال لکھ دی تھی۔

وہ یہ کہ اگر کسی شہر کا کوئی حاکم ہو اور اس کے برابر کوئی شہر اور آباد کیا جائے اور اس میں بھی ایسا ہی حاکم تجویز کیا جائے تو شہر اول کے حاکم کی حکومت میں کچھ فرق نہ آ جائے گا (تحذیر ص ۸۴ طبع گوجرانوالہ) غرض جب یہ دیکھا کہ باعثِ انکارِ اثر خیالِ منقصۂ شانِ محمدی ﷺ ہے اور پھر خاتمیتِ زمانی مراد لینے میں نہ کچھ فائدہ، اور نہ اقرارِ اثر میں کچھ نقصان تو صاحب تحذیر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے یہ لکھا تھا کہ تمہارا کچھ فائدہ نہیں ہاں اگر اثر صحیح ہے تو (تم پر) تکذیب نبوی ﷺ لازم آئے گی مگر مولوی بدایونی صاحب کہاں تھے اپنی اصل پر آ گئے منکرِ ختم نبوت اور منکرِ افضلیت بتانے لگے ایک صفحہ پورا انہیں باتوں میں تمام کر دیا پر دلیل ندارد۔

اعتراض: لکھا تو یہ لکھا کہ مثالِ مذکور میں بادشاہ کی بادشاہت یا افضل کی افضلیت اس شہر کے ساتھ مقید ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت اور افضلیت علی الاطلاق ہے اور علی وجہ الاستغراق ہے ہرگز گنجائش تقیید اور تخصیص اس میں نہیں ہے۔

جواب: عقیدۂ ختم نبوت پر ہمارا ایمان وایقان کامل اور پختہ ہے

ہماری سنئے! ہمارا ایمان ہے کہ عالم شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہو، نہ اس زمین پر نہ کسی اور زمین پر، اور نہ آپ ﷺ سے افضل ہوا، نہ ہو، نہ یہاں نہ کہیں اور۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے مثل خاتمیت زمانی، خاتمیتِ مرتبی کے بھی اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت کے باعث قائل ہیں۔

عالمین مراد لیتے ہیں ایسے ہی بقرینہ غرضِ اختتام السنبیین سے اسی زمانہ کے انبیاء مراد لے سکتے ہیں۔ حاصل مطلب ان (بدایونی صاحب) کا یہ ہوگا کہ اظہار خاتمیت سے اور ادیان کا تنخ اور نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کا سدِ باب منظور ہے تاکہ اس دین کے سوا کسی اور دین پر عمل کی نوبت نہ آئے۔

جواب:

مگر یہ اندیشہ تو اسی زمین والوں سے ہے اور زمینوں تک نہ یہاں کے باشندوں کی رسائی نہ اس وہم کی گنجائش جو اور زمینوں کے انبیاء کی اتباع سے روکئے اور ان کی نسبت بھی خاتمیت زمانی کا اظہار کیجئے۔

اہل اسلام کی تکفیر کفر ہے:

اگر آپ کی تاویلیں قابل قبول ہیں تو یہ تاویل بدرجہ اولیٰ قابل قبول ہے اور ایسے لوگوں کو دائرۂ اہل سنت بلکہ دائرۂ اہل اسلام سے خارج شمار کرنا بشہادۃ احادیث احکام تکفیر اہل اسلام خود دائرۂ اہل سنت بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہونا ہے۔

جملہ خاتم النبیین کی غرض اعلیٰ خاتمیت مرتبی ہے:

ہاں صاحب تحذیر (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے طور پر غرض اعلیٰ خطاب خاتم النبیین سے خاتمیت مرتبی ہے جس کا ماحصل وہی اتصاف ذاتی اور افضلیت مطلقہ اور سیادت کاملہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک کلی کے افراد میں افضلیت مطلقہ اور سیادت تامہ ایک موصوف بالذات ہی کیلئے ہوتی ہے اور موصوف بالذات ایک ہی ہوا کرتا ہے چنانچہ پہلے یہ قضیہ واضح ہو چکا ہے اس لئے اس غرض کا اظہار ہی خود اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں استغراق تام بجمیع الوجوہ مراد ہے اس زمین کی کچھ تخصیص نہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی بہ نسبت آپ ﷺ ہی کو خاتمیت زمانی حقیقی حاصل ہے:

پھر یہاں وجہ کہ افضل کا ظہور بعد میں ہوتا ہے چنانچہ اوپر مرقوم ہو چکا ہے اس لئے

آداب، احکام اور عقائد سمیت تمام ضروریات دینیہ کو مختصر انداز میں سہی وسہی دلائل و براہین کے ساتھ مزین ومبرہن کرکے پیش کیا گیا ہے۔

مکتوب ''تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما'' ہی کو دیکھئے اس میں صحابئ رسول مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک ارشاد مبارک کی حکیمانہ انداز میں تشریح کرتے ہوئے مقام نبوت کو ایسے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا کہ دیدور عشاق جھوم اٹھتے ہیں چنانچہ امیر عزیمت مجدد سنی انقلاب، فدائے ناموس آل محمد ﷺ حضرت مولانا حق نواز شہید نوراللہ مرقدہ ''تحذیر الناس'' کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''جتنا مجھ سے ہوسکتا تھا، یا میں مطالعہ کرسکتا تھا یا جہاں تک میرا دماغ میری نظر میرا شعور ، میری عقل کام کرسکتی تھی یا جتنا از خود مطالعہ کرسکتا تھا یا کسی سے تحقیق کرسکتا تھا یا بڑے بڑے جید علماء کے لٹریچر کا مطالعہ کرکے معلومات لے سکتا تھا یا اساتذہ سے پوچھ سکتا تھا یا تاریخ کا مطالعہ کرسکتا تھا یا جہاں تک مختلف فرقوں کے لٹریچر کا مطالعہ میرے بس میں تھا میں نے ایک طویل مدت سے اس کا مطالعہ کیا ہے طالب علمی کے زمانہ میں مطالعہ کیا (تعلیم سے) فارغ ہونے کے بعد آج تک پندرہ بیس سال کی طویل مدت مطالعہ میں گزری اور یہ مطالعہ مسلسل جاری ہے میرے اس مطالعہ اور تعلیمی استطاعت کے مطابق میرے سامنے کوئی ایسی مدلل کتاب اس سوال کے جواب میں سوائے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب کے اور کوئی نہیں آئی جو انہوں نے اس موضوع پر لکھی کہ آخر محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام کیوں ہوا؟ کسی اور نبی پر اس کا خاتمہ کیوں نہیں ہوا؟ اور یہ کہ یہ سلسلہ ختم کیوں کیا؟ یہ سلسلہ برابر جاری کیوں نہ رہا؟ چنانچہ ذمہ داری کے ساتھ خانہ خدا میں کھڑے ہوکر عرض کررہا ہوں کہ کم از کم اس کتاب کو جو اردو زبان میں ہے میں نے آٹھ مرتبہ پڑھا ہے''۔

(سالنامہ سرخرو لاہور ص ۴۴۴۔ از مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی مدظلہ)

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک محب کی اپنے محبوب کے بارے میں یا ایک معتقد کی اپنے مقتدی کے بارے میں ذاتی رائے ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے یہ ایک مجدد دوسرے مجدد کا تجدیدی کارنامہ دنیا کو واضح کرکے بیان کررہا ہے۔

مولانا معین الدین اجمیریؒ کے شاگرد رشید خانقاہ سیال شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت مولانا پیر قمر الدین سیالویؒ حضرت امام قاسمؒ اور آپ کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں اپنا اظہار مافی الضمیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے

لو کان کفراً حب قدر محمد فلیشهد الثقلان انی کافر
تحذیر الناس ص 94

سلسلہ ایمانی خزائن میں شامل

تنویر النبراس علی من انکر تحذیر الناس

تصنیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات
حضرت مولانا امام محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ
بانی دار العلوم دیوبند ۱۲۹۷ھ

ترتیب و تدوین

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
امیر عالمی اتحاد اہل السنت

کے شاگرد رشید

مولانا حافظ محمد اسحاق حفظہ اللہ
مدرس مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا

معہ

ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس

مؤلفہ حضرت مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم مدظلہ
فاضل جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ

بجائے تنبیہ کرنے والی قوت کو ہی اپنا رقیب سمجھ لیا۔

جب معاملات تھوڑا آگے بڑھے اور دار العلوم دیو بند کے ترجمان علماء کی کتابوں میں موجود متنازعہ عبارات کو عین حق کہنے پر مصر ہوئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی عبارات پر شدید گرفت کرتے ہوئے انہیں خلاف ایمان قرار دے دیا۔ اور ان کے خطرناک نتائج سے اہل اسلام کو مطلع کرنے کے لئے ایسے افراد کے خلاف بھرپور انداز میں تحریک چلائی۔

یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اگر مجدد وقت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بروقت اقدام نہ کرتے تو مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کے نقوش مٹا ڈالنے والی تحریک پورے برصغیر پاک و ہند کو بہت جلد اپنی تحویل میں لے لیتی۔

وہ عبارات جن پر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گرفت فرمائی ان میں قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی ایک عبارت بھی ہے۔ نانوتوی موصوف کی یہ متذکرہ کتاب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ایک ''اثر'' کی تشریح پر مشتمل ہے۔ جس میں ہماری زمین جیسی چھ اور زمینوں کا ذکر ہے اور ہر ایک زمین میں ایسی ہی آبادی کا تصور ہے جیسے اس زمین پر خلق خدا آباد ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کی وضاحت کرتے ہوئے نانوتوی صاحب نے اپنے رسالے تحذیر الناس میں کئی مقامات پر عقائد اہلسنت کی واضح الفاظ میں ترجمانی کی ہے اور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ سے اس ظاہری دنیا میں استعانت کے ساتھ ساتھ آپ کو شفیع دو جہاں مان کر شفاعت کی درخواست کی گئی ہے۔

کتاب کے مندرجات میں حضور ﷺ کی خاتم النبیین ہونے کی صفت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور خاتم النبیین کے معانی بیان کرنے میں معروف طریقہ سے ہٹ کر ایک نیا اسلوب اختیار کیا اسی نئے اسلوب بیان نے ان کی عبارت کو متنازعہ بنا دیا ہے۔

جس دور میں مولوی کامل دین رتو کالوی سے رویت ہلال کے سلسلہ میں حضور ضیاء

کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے اور رائے میں اس نہج کا اختلاف کوئی نئی بات نہیں۔

مجاہد جنگ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی نے ''صراط مستقیم'' کی عبارت کی بنیاد پر اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جبکہ امام اہلسنت نے ایسا کرنے میں احتیاط برتی۔ تحذیر الناس کی عبارت کے بارے حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے موقف پر عمل کیا ہے تو دوسری طرف اس عبارت کو ایمان کے لئے خطرناک قرار دے کر حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید فرمائی۔ رائے کے اس ہلکے سے اختلاف کا مفہوم یہ نہیں کہ قبلہ پیر صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے۔ میرے نزدیک ان دونوں ہستیوں کے درمیان تفریق ڈالنے والے حباب کسی مثبت رویے کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اہلسنت والجماعت کے اجتماعی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد وقت اعلیٰ پائے کے صوفی باصفا تھے۔ وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ اور جملہ شعبہ ہائے حیات میں اسلام کے طریقہ کار کے مطابق راہنمائی فرمانے والے کامل رہنما تھے۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ ان سارے حوالوں سے امام اہلسنت کو بے پناہ قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے ادارہ کے مقاصد تاسیس کی تختی پر جو دار العلوم محمدیہ غوثیہ کے دار الحدیث ہال میں کندہ ہے عبارت تحریر کرتے ہوئے واضح فرمایا۔

☆ یہ دار العلوم فقہی مسلک میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہوگا۔ جملہ سلاسل تصوف کا تہہ دل سے معتقد ہوگا۔ نظریاتی اعتبار سے ملت کے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ہمنوا ہوگا۔ جس کی نظریاتی ترجمانی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ

الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مراسلت رہی۔ اسی دور میں مولوی صاحب موصوف نے آپ کو خط لکھا کہ تحذیر الناس کے بارے اپنی رائے سے مطلع فرمادیں۔ آپ نے اس دور میں متذکرہ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں جوابی خط میں اپنے تاثرات سے آگاہ کیا۔ اس دور میں کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کی توجہ کا مرکز زیادہ تر وہ مقامات رہے جن میں حضور ﷺ کے کمالات کا ذکر تھا اور ان عبارات کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔ جن کے اثرات تشویش ناک تھے۔ مولوی کامل دین نے آپ کا مکتوب دیو بند بھیج کر اسے شائع کروادیا۔

دیو بندی مکتبہ فکر نے اس مکتوب کو پراپیگنڈہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کردی۔ جب آپ کو اس مکتبہ فکر کی غلط روش کا پتہ چلا تو آپ نے 1986ء کو مطالعہ فرمایا نہ صرف خود مطالعہ میں مصروف رہے بلکہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے اساتذہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا۔ طویل غور و خوض کے بعد آپ نے اپنی رائے تبدیل کرتے ہوئے تحذیر الناس کے بارے مفصل کتابچہ تحریر فرمایا۔ جس کا عنوان تھا "تحذیر الناس میری نظر میں"

یہ کتابچہ اگست 1986ء میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے کارواں پریس لاہور سے چھپوا کر منظر عام پر لانے کا اہتمام کیا۔ آنے والے صفحات میں اس کے چند ضروری اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ تحذیر الناس میں کیا ایسی عبارات ہیں جن کا سہارا لے کر قادیانی مبلغین کو مرزا کی جھوٹی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹنے کا موقع مل گیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے مولانا کی ان عبارتوں کو استعمال کیا گیا۔

بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ تحذیر الناس میں متعدد ایسے مقامات اور متعدد ایسی عبارات ہیں جنہیں پیش کر کے دشمنان ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں۔

تحذیر الناس کے شارحین اور حاشیہ نگاروں نے پوری ایک صدی ان عبارات کی تشریح

حضورِ ضیاء الامت کا تذکرہ جمیل

جمالِ کرم

پروفیسر حافظ احمد بخش

والعرباض بكسر العين وسكون الراء المهملتين وموحدة وآخره ضاد معجمة منه الضوء القوى نقل للعلمية وهو من كبار الصحابة أهل الصفة رضى الله تعالى عنهم سكن حمص من أرض الشام ومات بها سنة خمس وسبعين (سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول) جملة حالية أو مفعول ثان على الخلاف فى سمع اذا تعلق بالذوات الغير المسموعة كما يعرفه من تبحر فى العربية وقد مر بيانه (انى عبد الله) وفى رواية انى عبد الله مكتوب (خاتم النبيين) قدم على هذه الكلمات وصفه صلى الله تعالى عليه وسلم بالعبودية اشارة الى انها أشرف عنده مما سواه وان نبوته انما هى محض كرم الله وفضله واحترازا عن اطرائه ان يتجاوز فيه الحد كما وقع للنصارى فى عيسى عليه الصلاة والسلام ولذا قال انى عبد الله آتانى الكتاب الآية وخاتم بكسر التاء وفتحها آخرهم ومن به كمالهم (وان آدم لمنجدل فى طينته) أى مختلط فى تربته أو ساقط فيها كما تقدم وفى طينته خبر ثان لا ظرف [illegible] أخبر صلى الله تعالى عليه وسلم باول أمره بانه (وعدة أبى ابراهيم) بكسر العين وتخفيف الدال [illegible] مصدر بمعنى الوعد كالزنة وفى نسخة دعوة أبى ابراهيم وهى أشهر وأظهر لانه اشارة الى قوله تعالى ربنا [illegible] فيهم رسولا منهم والتقدير بانه لا يخفيه جعل ذلك وعدا منه لذريته موجعله نفس الدعوة مبالغة [illegible] مقام المسبب لانه دعا ان يجعل من ذريته وذرية اسمعيل رسولا ولم يكن من ذريتهما غيره [illegible] لان الانبياء من ذريته كداود وسليمان ليسوا من ذرية اسمعيل فتعين كونه محمدا صلى الله تعالى [illegible] وسلم (وبشارة عيسى ابن مريم) فيما حكاه الله تعالى عنه بقوله تعالى ومبشرا برسول يأتى من بعدى اسمه [illegible] وجعله نفس البشارة مبالغة وهى بكسر الباء مصدر كالبشرى وبضمها ما يعطى البشير واسم مصدر بمعنى المبشر ويكون فى الخير والشر اذا أطلقت ثم خصت بالخير وصارت حقيقة ونحو فبشرهم بعذاب [illegible] على هذا وعلى الاول هى حقيقة مطلقا أو اذا قيدت وسميت بشارة لتباشيرها فى بشرة الوجه ما [illegible] السرور وفى شرح الجامع الصغير الفرق ان البشارة تختص بالصدق وجهل المخاطب والخبر لان [illegible] يغير بشرة الوجه الفرح وهى فى اللغة خبر يغير بشرة الوجه مطلقا الا انه صار فيما ذكر حقيقة والاصل [illegible] ما فى الحديث من انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال من أراد ان يقرأ القرآن غضا طريا كما انزل فليقرأ [illegible] ابن أم عبد فابتدر أبو بكر وعمر ليخبراه بذلك فسبق أبو بكر رضى الله تعالى عنه فكان يقول بشرنى ابو بكر وأخبرنى عمر قال العلامة ابن كمال ٭ فان قلت الخبر الكاذب يغير البشرة أيضا وليس من شرط الحنث بقاء المعلق عليه كما لو قال ان دخلت الدار فانت طالق فدخلت ثم خرجت حنث ٭ قلت فى الكاذب لم تتم البشارة فوزانه وزان ما لو حلف على لبس ثوب فلبس أحدهما ولم يذكر الصدق فى الهداية فوقع فيه قصور ومن ثمة قالوا لو قال لعبيده أيكم بشرنى بقدوم زيد فهو حر عتق الاول لانه الذى ظهر السرور بخبره دون الثانى و بشرهم بعذاب أليم تهكم ومن هذا علم ان البشارة مشروطة بجهل المخبر لان البشرة لا تتغير بما علمه قال وفى هذا الحديث دلالة على ان الانبياء عليهم الصلاة والسلام قبل عيسى لم يخبر وا باتيان نبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم بخصوصه نقوله فى الكشاف فى تفسير قوله تعالى ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه ان ابن سلام رضى الله تعالى عنه دعا ابنى أخيه سلمة ومهاجرا الى الاسلام وقال قد علمتما انه تعالى قال فى التوراة انى باعث من ولد اسمعيل نبيا اسمه أحمد فمن آمن به

Nasim al-riyāḍ vol. 2

ه(الجزء الثانى)

من نسيم الرياض ه فى شرح شفاء القاضى
عياض ه للعالم الفاضل ه شتيت
الفضائل ه الذى هو بانواع المدائح
حرى ه مولانا احمد شهاب الدين
الخفاجى المصرى تغمده الله
برحمته ه وأسكنه فى
فراديس جنته
بمنه وكرمه
آمين

وبهامشه شرح الشفا لعلى
القارى رحمه الله تعالى

ه(الطبعة الاولى)ه
(بالمطبعة الازهرية المصرية)
(سنة ١٣٢٧ هجرية)

ماہنامہ
قومی ڈائجسٹ
لاہور
جنوری 2020ء
محمد متین خالد کی کہانی
ان کی اپنی زبانی
"اخبار فروش کے بغیر
اخباری صنعت نامکمل ہے"
صدر اخبار فروش یونین لاہور
چوہدری نذیر احمد سے خصوصی ملاقات
بھارتی طیارہ
اغواء ہو کر پاکستان آیا
تو چیف سیکرٹری
تین دن تک صدر پاکستان کو ڈھونڈتا رہا،
لیکن وہ بات کرنے کی حالت میں نہیں تھے
ممتاز بیوروکریٹ اور مزاح نگار حسین احمد شیرازی کی چونکا دینے والی باتیں

قلمبندی

عبدالستار اعوان

محمد متین خالد

جناب محمد متین خالد تحریک تحفظ ختم نبوت کے ایک صاحب قلم راہنما ہیں انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اس تحریک کی نذر کر دیا ہے۔ ان کی تحریر اور مکالمے سے تحریک کو نئے ولولے ملے ہیں۔ ان کے تجربات و مشاہدات ہمارے تہذیبی زندگی کے بہت سے گوشوں کو پہلی دفعہ بے نقاب کرتے ہیں۔ آیئے ہم ان کی کہانی انہی کی زبانی سنتے ہیں!
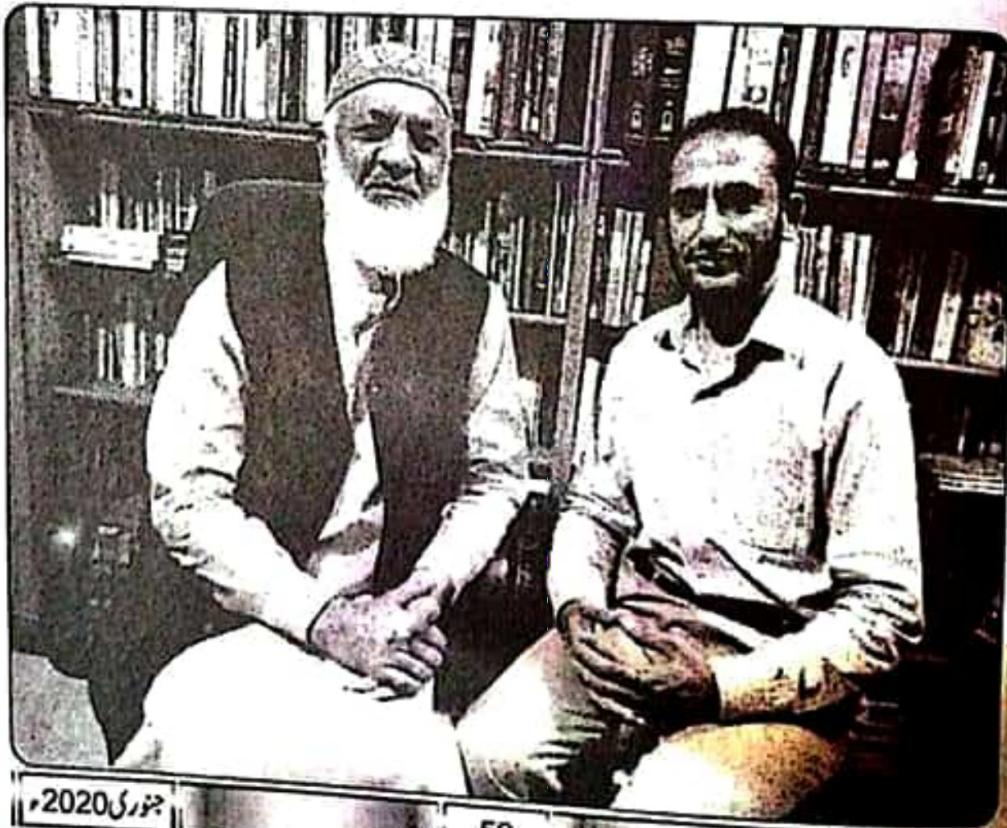
سیٹل ہو گئے۔ اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں۔
لاہور میں میرا بہت تعاقب ہوتا رہا ہے، قادیانی دھمکی آمیز خطوط لکھتے رہے اور فون پر بھی دھمکیاں دیتے رہے اور آج تک دیتے ہیں لیکن میں نے آج تک اپنے دوستوں اور گھر والوں کو نہیں بتایا کہ میرے ساتھ کیا حالات پیش آتے رہتے ہیں باقی میں موت سے تو بالکل ہی نہیں ڈرتا کیونکہ موت کا ایک وقت معین ہے اور اس سے بڑھ کر بہترین موت اور کیا ہوگی جو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر آئے۔

قادیانی یہ بات بار بار دہراتے ہیں کہ جو بھی شخص ختم نبوت کا کام کرتا ہے اس کی موت عبرت ناک ہوتی ہے کیونکہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے (نعوذ باللہ)۔ مجھے اس بات کا تجسس ہوا کہ میں بھی تو تحقیق کروں کہ قادیانی خود کیسی موت مرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ایک تحقیقی کتاب "قادیانی راسپوٹینوں کے انجام" لکھی جس پر پابندی لگادی گئی اور مجھ پر مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

میں نے جتنے بھی علمائے کرام کی صحبت اختیار کی وہ تمام تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے تھے اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ان علماء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو فرقہ پرور ہو اور فروعی اختلافات کی بنیاد پر مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا ہو۔ ان علماء و مشاہیر میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا شریف جالندھری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد منظور چنیوٹیؒ، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا اللہ وسایا، مولانا تاج محمود کے بیٹے صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا عین غین کراروی سے مسلکی اعتدال کا سبق سیکھا۔ یہ لوگ حقیقی معنوں میں اتحاد امت کا درس دیتے تھے۔ یہ عظیم لوگ تھے۔

ایک مرتبہ ہم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب سے سبق پڑھ رہے تھے تو میں نے سوال کیا کہ مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتاب "تحذیر الناس من انکاراثر ابن عباس" کے متعلق ہمیں کچھ سمجھائیے۔ میرے سوال پر مولانا لدھیانوی نے وہ کتاب منگوائی۔ مولانا نانوتویؒ کی اس کتاب کی عام آدمی کو تو کیا عالم دین کو بھی سمجھ نہیں آتی اور اسے سمجھنے کے لیے مولانا یوسف لدھیانویؒ، پیر جماعت علی شاہؒ، پیر مہر علی شاہ صاحبؒ اور پیر محمد کرم شاہ صاحبؒ جیسی شخصیت کا ہونا ضروری ہے۔ مولانا لدھیانوی صاحب نے اس انداز سے اس کتابچے کی تعریف بیان فرمائی کہ اس کے بعد میں نے جب بھی یہ کتاب پڑھی مجھے اس میں بے حد سرور محسوس ہوا۔ مولانا لدھیانوی نے ہمیں اس کتاب کے صرف تین چار صفحے پڑھائے۔ یقین جانیے کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ علم و عرفان کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ ہر ہر جملے کی ایسی عمدہ انداز میں تشریح فرماتے کہ ہم اس پر سبحان اللہ، ماشاءاللہ اور واہ واہ کرتے رہے۔ بڑے دکھ کے ساتھ لکھا ہے۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ بڑے عظیم انسان تھے۔ انہوں نے عملی طور پر اتحاد امت کے لیے شاندار کام کیا۔ ان کی اپنی تفسیر ضیاء القرآن کے دیباچے میں بھی ہے کہ امت مسلمہ فروعی اختلافات میں گھر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے جو لمحہ فکریہ ہے۔ یہی وجہ ہے ان علماء کی صحبت کا مجھ پر خاص اثر ہوا اور میں فرقہ واریت کا ہرگز قائل نہیں ہوں۔ میں نے ہمیشہ قادیانیوں کے خلاف کام کیا اور ہر مسلک کے پلیٹ فارم پر گیا اور اب بھی جاتا ہوں۔ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت

صدق کذب کی پڑتال

من ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری و کفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ بدکاری وکفر اس کہنے والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری و کفر کے ساتھ متصف نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی منشی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہٗ

ملنے کا پتہ

۱۔ احمد آباد تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔

۲۔ لاہور قلعہ گوجر سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداران اندرون

۳۔ شہر بھیرہ ضلع سرگودھا مولوی محمد [illegible] تاجر کتب

کا بیان سننے کے بعد ۹ دن کی فیصلہ کی تاریخ مقرر کی اور تحذیر الناس دیکھنے کے لئے احقر سے لے لی۔ جب ہم فیصلہ سننے کے لئے گئے تو شیخ صاحب نے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ چودہری وکی دلو کی موجودگی میں فریقین کی طرف مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں چونکہ مجھے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے لہٰذا مجھے بے انصافی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اول سے آخر تک پڑھی ہے۔ مولوی صاحب کی کلام سے نبی کریم کے بعد کسی اور نبی کا آنا مفہوم نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب نے تو لکھ دیا ہے کہ "تاخر زمانی کا منکر کافر ہے" اور ص۲ پر بوقت روانگی جنگ تبوک فرمایا اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی خلاصہ ای علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے میرے درمیان وہ نسبت ہو جو ہارون اور موسیٰ کے درمیان تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں ایک دو جگہ لفظ بالفرض موجود ہے جس سے ایک موہومی فرضی نبی کے پیدا ہونے کا گمان ہوتا ہے نہ یقینی کا۔ مبلغ صاحب نے جرح کرتے ہوئے فرمایا ہم مرزا صاحب کو نبی کریم کے ماتحت گورنر وغیرہ مستقل نبی کی شکل میں مانتے ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا آپ ایک فرضی وغیر مستقل نبی لوگوں سے منوا کر کیا لینا چاہتے ہیں۔ فقط۔

ڈھول کی آواز نامی کتاب مولانا کامل الدین رتوکالوی صاحب کی ہے۔جو حضرت حجۃ الاسلام کی عبارات کی صفائی میں لکھی گئی ہے۔

اس پر مندرجہ ذیل اکابر اور بریلوی علماء کی تصدیقات درج ہیں:

1۔ جناب خواجہ قمر الدین سیالوی

2۔ مولانا محبوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف جہلم

3۔ قاری الحاج محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن

4۔ مولانا حکیم مولانا صدیق صاحب

5۔ مولانا تاج الملوک صاحب

6۔ مولانا محمد فضل حق خطیب میلووالی ضلع سرگودھا

7۔ مولانا غریب اللہ صاحب بھیرہ ضلع سرگودھا

8۔ مولانا الحاج مفتی محمد سعید نمک میانی

9۔ حضرت پیر سید حامد شاہ خطیب مسجد متصل ہسپتال سرگودھا

10۔ حضرت پیر سید محمد صاحب خطیب جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا

ڈھول کی آواز ص116 تا 127

2020-09-12

ڈھول کی آواز نامی کتاب مولانا کامل الدین رتوکالوی صاحب کی ہے۔جو حضرت حجۃ الاسلام کی عبارات کی صفائی میں لکھی گئی ہے۔

اس پر مندرجہ ذیل اکابر اور بریلوی علماء کی تصدیقات درج ہیں:

1۔ جناب خواجہ قمر الدین سیالوی

2۔ مولانا محبوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف جہلم

3۔ قاری الحاج محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن

4۔ مولانا حکیم مولانا صدیق صاحب

5۔ مولانا تاج الملوک صاحب

6۔ مولانا محمد فضل حق خطیب میلووالی ضلع سرگودھا

7۔ مولانا غریب اللہ صاحب بھیرہ ضلع سرگودھا

8۔ مولانا الحاج مفتی محمد سعید نمک میانی

9۔ حضرت پیر سید حامد شاہ خطیب مسجد متصل ہسپتال سرگودھا

10۔ حضرت پیر سید محمد صاحب خطیب جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا

ڈھول کی آواز ص116 تا 127

2020-09-12

صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری و کفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ کلمہ بدکاری وکفر اس کہنے والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری و کفر کے ساتھ متصف نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتو کالوی منشی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہ

ملنے کا پتہ

۱۔ احمد آباد تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔

۲۔ لاہور قلعہ گوجر سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداراں اندرون

۳۔ شہر بیرون محلہ سرگودھا مولوی محمد انور تاجر کتب

اس علاقہ کے بڑے بڑے اہلِ علم کے در دولت پر کتاب تحذیر الناس لے کر جامع
دراق کو چکر لگانے و حاضر ہونے کی قربت آئی جن حضرات نے کتاب تحذیر الناس کو
پڑھ کر تحریر کر دی وہ سب تحریریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں کئی ایک حضرات نے
باوجود کتاب پڑھ لینے کے ایک حرف تک لکھ دینے سے صاف انکار کر دیا بعض حضرات
نے کتاب دیکھنے پڑھنے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسے حضرات چونکہ احقر کو نہ کسی سے
ذاتی عداوت ہے نہ کسی کی اہانت مقصود ہے اس لئے ان کا نام ظاہر کرنا مناسب
نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہدانا اللہ جمیعاً۔ اللہم سب کو
ہدایت کرے۔ ناظرین یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک
مولانا حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے
لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے بخوفِ طوالت تحذیر کا خلاصہ بہت
اختصار کے ساتھ کیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ اصل کتاب دیکھے تصدیق
کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسب رواج زمانہ اس ابجد خوان نے چوٹے القاب
نہیں لکھے تاکہ من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک سنہری قابل عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب

سجادہ نشین سیال شریف دام فیضہ

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان
سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین
کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین

کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمر الدین سیال شریف

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب للّٰہ شریف ضلع جہلم

ادام اللہ بقاءہ علی رأس المرشدین آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے
سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اور علم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے
خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو
جزائے خیر عطا فرمائے آمین اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل
بخش دے آمین یا رب العالمین بار بار زبان پہ آتا ہے کہ اللہم نور مرقدہ و
احشرنا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا
قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت
سے اپنے مفید مطلب معنے نکالنے تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان
بھی نہیں کر سکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے
آیات قرآنی کی تاویل کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان
کو تاویل کی سان پہ چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں
کے حق میں بد عقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوذ باللہ منھا بہر حال میں کہتا کہ اس
پر اپنی رائے ہوں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں تحذیر الناس میں انہوں

حضرت مولانا سید قمر الہدیٰ مونگیری علیہ الرحمۃ

حضرت سید تاج الدین شاکر علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ میں بمقام پنڈ ضلع گیا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وتربیت والد ماجد سے پائی، آٹھ برس کی چھوٹی سی عمر میں حصول علم کے لئے پٹنہ پہونچے، تکمیل دہلی میں کی، فراغت کے وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی، والد ماجد سے مرید ہو کر تکمیل سلوک کر کے خلافت پائی،

آپ کی زبان میں قدرت نے خاص اثر ودیعت کیا تھا، بکثرت افراد آپ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، مرض نقرس میں ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ کو آپ کا وصال ہوا، آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید شاہ احسن الہدیٰ صاحب پورے عالم وفاضل ہیں، حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی سے انھوں نے تعلیم کی تکمیل کی ہے، ـ مولانا احسن الہدیٰ صاحب اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے قدم بقدم رشد وہدایت میں مصروف ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی مدظلہٗ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا خواجہ قمر الدین ابن قدوۃ السالکین خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی ابن عارف کبیر خواجہ محمد الدین ابن شمس السالکین شیخ المشائخ خواجہ شمس الدین سیالوی ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ کو سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے اپنی خانقاہ کے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام کے اساتذہ اور والد ماجد سے اکثر درسیات کا درس لینے کے بعد ۱۳۴۶ھ میں دار الخیر اجمیر پہونچے، اور مولانا معین الدین اجمیری بلیاوی کے قائم کردہ دار العلوم صوفیہ میں داخلہ لے کر مولانا اجمیری سے تلمذ اختیار کیا، اسی سنہ میں چند ماہ کے بعد آپ کے والد ماجد نے مولانا اجمیری کو سیال شریف آنے کی دعوت دی، تو آپ بھی اُن کے ساتھ وطن آگئے، اور پورے انہماک کے ساتھ اُن سے کسب علم میں مشغول ہو گئے، ۱۳۵۱ھ میں تکمیل درسیات و دورہ صحاح ستہ کر کے سند حاصل کی، ۱۳۵۶ھ میں بموقع حج وزیارت علماء حرمین شریفین سے بھی سندیں حاصل کیں ــــــــ آپ حسن اخلاق کے پیکر اور اپنے

ایک اچنبھہ ہے۔

اس پر بس نہیں بلکہ یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا مفہوم اگر ختم نبوت زمانی لیا جائے تو نہ آیت میں استدراک درست ہو گا اور نہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں ہوگی ایک طرف تماشہ ہے یعنی ایک آیت مدح مصطفٰے کے لئے نازل ہوئی۔ مسلم اب اگر مولانا کی تشریح کو مانا جائے تو آیت مقام مدح کے مطابق ہوگی اور اگر خاتم النبیین کی تفسیر احادیث سے مذکور ہے۔ اگر اس کو مانا جائے تو یہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں نہ رہے اور اس میں حبیب کبریا کی توصیف وثنا کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔

مولانا کا یہ ارشاد بجا اور سراسر حق کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاج نبوت اور خلعت رسالت اپنے دستِ قدرت اور رحمت سے پہنائی اور باقی انبیاء کو نبوت و رسالت اور دیگر جن انعامات سے نوازا وہ براہِ راست نہیں بلکہ اپنے حبیب کے واسطہ اور ذریعہ سے یعنی سب سے پہلے تخت نبوت و رسالت پر نبی امی نے جلوس فرمایا اس کے بعد حضور کے فیض نگاہ سے باقی انبیاء کو نبوت عطا ہوئی لیکن اس سے تو سرورِ انبیاء کا اول الانبیاء کا اول الانبیاء ہونا ثابت ہوئی نہ کہ آخر الانبیاء ہونا تاکہ ختم نبوت کا اثبات ہو اور اگر حضرت مولانا اس کے باوجود اس وجہ سے ہی حضور کو آخر الانبیاء۔

کہیں تو یہ ان کی اصطلاح ہوگی ولا مشاحۃ فی الاصطلاح لیکن اس میں ایک عجیب نوعیت کا تکلف کرنا پڑے گا قاعدہ تو یہ ہے کہ گنتی ایک سے شروع کر کے سو تک پہنچا جائے اور ایک کا ہندسہ جس سے گنتی شروع ہوتی ہے اس کو اول کہا جائے لیکن اگر کوئی ایک کے ہندسہ کو آخری ہندسہ کہنے پر مصر ہو تو پھر اسے سو کی گنتی الٹی کرنا پڑے گی یعنی سو ننانوے۔ اٹھانوے، ننانوے اور آخر میں ایک اس تکلف بے جا کی زحمت اٹھانے کے بجائے ایک کو اوّل کہو اور دو تین چار کہتے ہوئے سو تک پہنچو بات بھی واضح اور تکلف سے بھی نجات۔

یہ مضمون کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ اوّل الانبیاء بھی ہیں حضرت مولانا سے پہلے بھی علماء ربانیین نے اسے بیان کیا ہے لیکن ان کے بیان سے نہ کوئی ذہنی انتشار پیدا ہوا اور نہ کسی دشمن ختم نبوت کو اپنے باطل کے لئے استدلال کا ادنی سا موقع بھی میسر آیا۔ اسی سلسلہ میں ابھی ابھی علامہ آلوسی کا قول بحوالہ روح المعانی آپ پڑھ چکے ہیں اس پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈال لیجئے۔

دلائل الخیرات کے شارح امام محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "الداعی" (اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا، بلانے والا) کی شرح میں بڑی وضاحت سے اس مضمون کو لکھا

تلامذہ کے اختلاف پر یوں برہمی کا اظہار کیا ہو یا ان پر جہل وخیانت کا الزام لگایا ہو۔ جب سے اپنے آپ کو عالم اور علامہ کہلانے والوں میں یہ تنگ نظری اور زود رنجی پیدا ہو گئی ہے اس وقت سے ہی امت میں علمی، فکری اور تحقیقی انحطاط و زوال کا آغاز ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سلف صالحین کے نقوشِ پا پر چلنے کی حق کے لئے اختلاف کرنے کی اور فراخدلی و حوصلہ مندی سے اختلاف برداشت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

اگرچہ تحذیر الناس میں متعدد ایسی عبارتیں ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اپنے قاری کو تذبذب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور جن سے منکرین ختم نبوت نے بجا یا بے جا فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے لوگوں کو نعمت ایمان سے محروم کر دیا ہے لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحۃ سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ص۴۷ کے
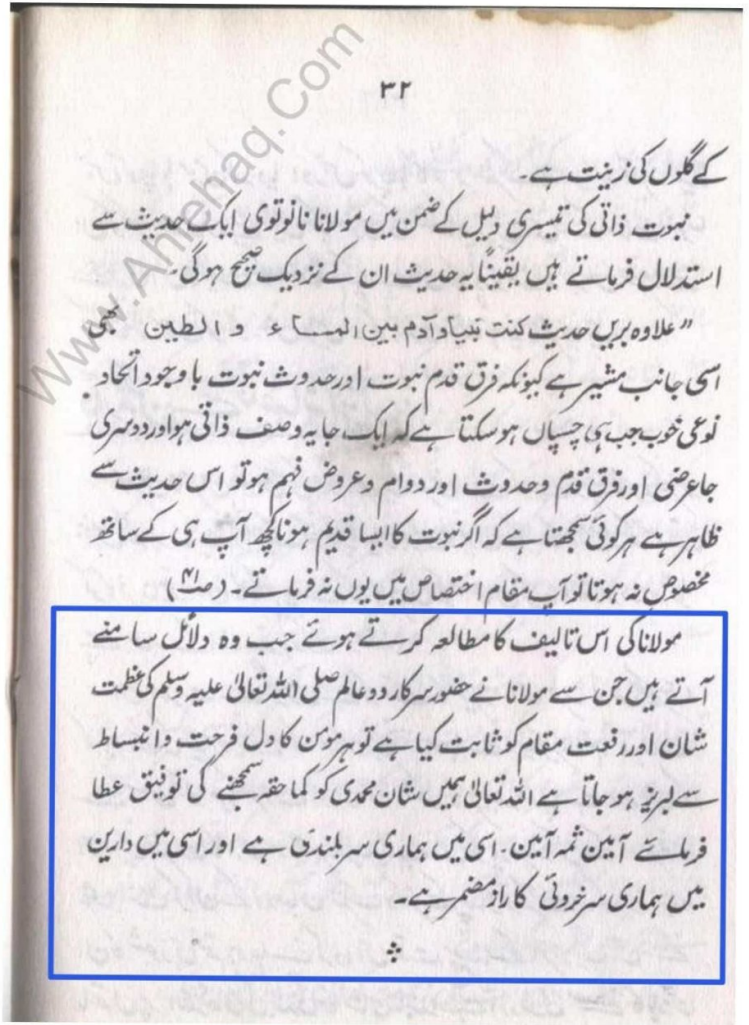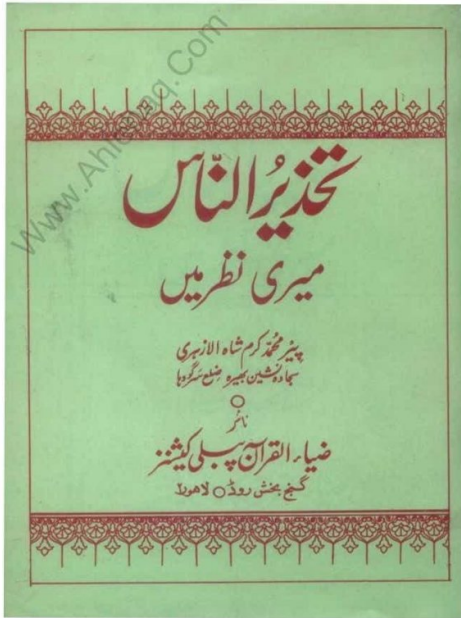
کے گلوں کی زینت ہے۔

نبوت ذاتی کی تیسری دلیل کے ضمن میں مولانا نانوتوی ایک حدیث سے استدلال فرماتے ہیں بقیناً یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہوگی۔

"علاوہ بریں حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق قدم وحدوث اور دوام وعروض فہم ہو تو اس حدیث سے ظاہر ہے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اگر نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھ آپ ہی کے ساتھ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص میں یوں نہ فرماتے۔ (ص ۴۱)

مولانا کی اس تالیف کا مطالعہ کرتے ہوئے جب وہ دلائل سامنے آتے ہیں جن سے مولانا نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام کو ثابت کیا ہے تو ہر مومن کا دل فرحت وانبساط سے لبریز ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شان محمدی کو کما حقہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثمہ آمین۔ اسی میں ہماری سربلندی ہے اور اسی میں دارین میں ہماری سرخروئی کا راز مضمر ہے۔

٭

علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات کے بعد حضور شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان گستاخانہ عبارتوں پر مشتمل استفتاء علمائے پاک و ہند کی خدمت میں پیش کیا۔ علماء واکابرین اسلام نے ان عبارات کے متعلق یہی فیصلہ فرمایا کہ من شک فی کفرھم و عذابھم فقد کفر۔

قصہ "تحذیر الناس" کی حمایت کا

مگر نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ امت مسلمہ کے اس اجماعی وقطعی عقیدے کا انکار کرنے والے مولوی قاسم نانوتوی کی اس گستاخانہ عبارات کی حمایت میں اہلسنت کے ایک پیر خانے سے آواز بلند ہوئی اور آواز بلند کرنے والے پیر محمد کرم شاہ الازہری مؤلف تفسیر ضیاء القرآن وسیرت ضیاء النبی وغیرہم تھے۔

قارئین حیران ہونگے کہ یہ ہم نے کیا لکھ دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے اس کفری تصنیف "تحذیر الناس" اور اس کے مصنف قاسم نانوتوی کی بایں الفاظ تعریف کی:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور وتامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے کہ لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس میں موجود ہے"۔

(عکسی خط پیر کرم شاہ مندرج مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰ طبع گوجرانوالہ)

جسٹس محمد کرم شاہ صاحب کے
اہلسنت و جماعت سے اعتزالی نظریات کا تحقیقی و

تنقیدی جائزہ

مع

اہم فتاویٰ
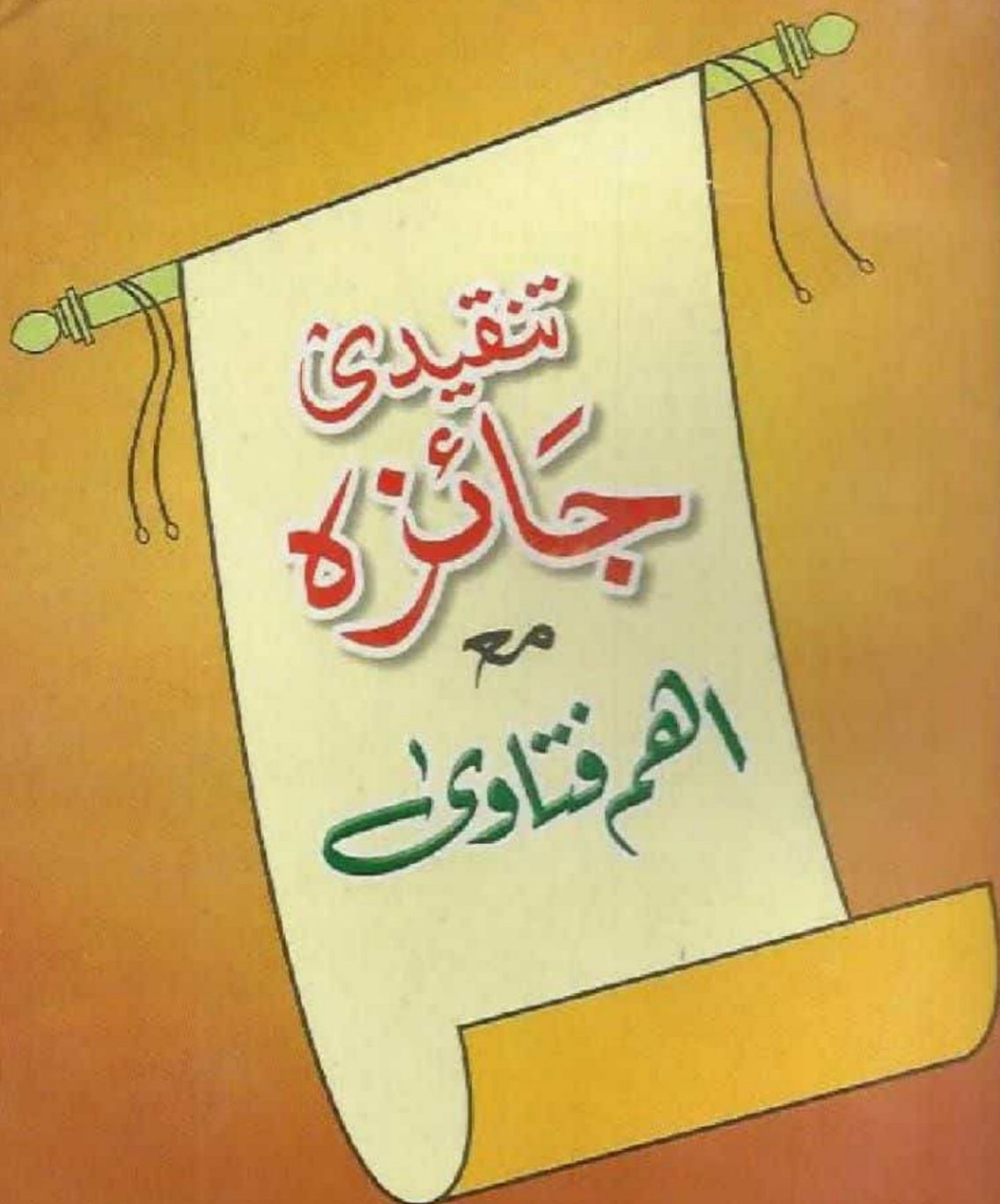
ناشر: انجمن فکر رضا پاکستان

علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات کے بعد حضور شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان گستاخانہ عبارتوں پر مشتمل استفتاء علمائے پاک و ہند کی خدمت میں پیش کیا۔ علماء واکابرین اسلام نے ان عبارات کے متعلق یہی فیصلہ فرمایا کہ من شک فی کفرھم و عذابھم فقد کفر۔

قصہ "تحذیر الناس" کی حمایت کا

مگر نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ امت مسلمہ کے اس اجماعی و قطعی عقیدے کا انکار کرنے والے مولوی قاسم نانوتوی کی اس گستاخانہ عبارات کی حمایت میں اہلسنت کے ایک پیر خانے سے آواز بلند ہوئی اور آواز بلند کرنے والے پیر محمد کرم شاہ الازھری مؤلف تفسیر ضیاء القرآن و سیرت ضیاء النبی وغیرہم تھے۔

قارئین حیران ہونگے کہ یہ ہم نے کیا لکھ دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے اس کفری تصنیف "تحذیر الناس" اور اس کے مصنف قاسم نانوتوی کی بایں الفاظ تعریف کی:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے کہ لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس میں موجود ہے"۔

(عکسی خط پیر کرم شاہ مندرج مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰ طبع گوجرانوالہ)

فقر غیور اور عشق خود آگاہ کا نقیب
ماہنامہ
ضیائے حرم
لاہور
اشاعت جدید
ضیاء الامت نمبر
ادارہ ضیائے حرم بھیرہ۔ اسلام آباد

ضیاء الامت نمبر

تدوین و تہذیبِ جدید

ایم احسان الحق صدیقی

ادارہ ضیائے حرم، بھیرہ - اسلام آباد

طرق موجبہ للعلم الشرعی کے ذریعہ سے اس ملک کے جس جس گوشہ میں پہنچے گا، وہاں اس پر عمل ضروری ہو گا۔

۳۔ اگرچہ بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اہل تحقیق کا فتویٰ یہ ہے کہ جن ممالک میں بہت زیادہ دوری ہو ان میں اختلاف مطالع کا لحاظ رکھا جائے گا اور اگر بعد زیادہ نہ ہو تو ملک کے ایک حصہ میں چاند نظر آنے سے تمام ملک میں اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

۴۔ ریڈیو یا ٹی وی پر چاند کی رویت یا عدم رویت کی اطلاع شہادت نہیں بلکہ اعلان ہے جو مرکزی کمیٹی کے سامنے چاند کی رویت کے بارے میں شرعی شہادت مہیا ہو جانے کے بعد کیا جاتا ہے۔(۸)

آخر میں حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ سرحد کی حکومت سے جو اپیل کی ہے کہ وہ آج بھی افادیت کی حامل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ملک وملت کا درد اور شریعت کی پاسداری کا جذبہ۔

''آخر میں حکومت پاکستان کے جملہ کار پردازوں سے خصوصاً محترم گورنر سرحد اور جناب وزیر اعلیٰ سرحد کی خدمت میں پرزور التماس کرتا ہوں کہ وہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ان فیصلوں کا جو بڑی تحقیق اور پوری ذمہ داری سے کئے جاتے ہیں خود بھی احترام کریں اور عوام کو بھی ان کے احترام کرنے کی تلقین کریں تا کہ ان عناصر کی حوصلہ شکنی ہو جو دین کے بارے میں ملک میں انتشار وافتراق کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں اور اپنے طرز عمل سے دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دین اسلام میں اور شریعت اسلامیہ میں اب اتنی تاب وتواں نہیں کہ وہ ملت کو متحد ومنظم رکھ سکے۔''

۵۔تحذیر الناس میری نظر میں:

۶۱ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ اگست ۱۹۸۶ء میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس نامی کتاب کے بعض ان مقامات کی نشاندہی فرمائی جہاں مولانا قاسم نانوتوی نے کمالات وعظمت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعتراف کیا اور اس کے مختلف اقتباسات نقل کئے۔ ذات رسالت مآب ﷺ ہمارے ایمان کا محور ومرکز ہے۔ جان ایمان تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس لیے عشاق کو جہاں کہیں اپنے آقا ومولا کی تعریف وتوصیف کے الفاظ ملیں وہ انہیں سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس عاشق صادق نے بھی اس کتاب کے بعض ایسے حصوں کو جمع کیا مگر اس کتاب میں مولانا قاسم نانوتوی نے بعض الفاظ کے استعمال میں بے احتیاطی برتی، اور مولانا کے چاہنے والوں نے مولانا کے ان الفاظ کو الہامی سمجھ کر جوں کا توں قبول کرنے پر اصرار کیا اور اس معاملہ میں شدت کا رویہ اختیار کیا۔

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی عبارات کی نشاندہی بھی کر دی جو اس کتاب کی حیثیت کو مشکوک اور غیر معتبر ثابت کر رہی تھی۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں۔ ''بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ تحذیر الناس میں متعدد ایسے مقامات اور متعدد ایسی عبارات ہیں جنہیں پیش کر کے دشمنان ختم نبوت مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ

علماء دیوبند پر بکواسات کرنے والے شر پسند بریلوی مولوی اپنے بڑوں کو پڑھیں

اہلسنت والجماعت کے دونوں گروہ ضروریات دین ختم نبوت میں متفق و متحد ہیں دونوں مانتے ہیں

جو مولوی علماء دیوبند پر کسی قسم کی تہمت لگائے تو یہ ان کے لئے ان کے بڑوں کا فرمان وگرنہ بکواس

اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلّی موافقت ہے لیک

بعد معاملہ خُدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وُہ حیّ وقیّوم چاہے تو اُنھیں ان شُبہات اَور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلك علی اللّٰه بعزیز۔

اِس باہمی اَور داخلی اِنتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنّۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے اُنھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اَور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اَور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اَور دیگر ضروریاتِ دین میں کلّی موافقت ہے لیکن بسا اَوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اَور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اَور باہمی سُوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اَور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اَور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے، لٹھ لیے ایک دُوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رِستے ہُوئے ناسُوروں کو مُندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اَور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسُوروں کو اَور اذیّت ناک اَور تکلیف دِہ بناتے رہیں۔

میں نے پُورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہُوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دُوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات، احادیثِ صحیحہ یا اُمّت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وُہ اُٹھ جائیں اَور حقیقت آشکارا ہو جائے بفضلہٖ تعالیٰ اِس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اَور اُن لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملّت کا ایک حصّہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اَور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خُداوند کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اَور دِلوں کو حسد اَور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبّت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وھو علی کل شیء قدیر۔

قرآن حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اَور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اَور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اَور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وُسعت پیدا کر دی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اِس کتابِ مقدّس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے اَدب اَور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لُطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہُوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمۂ فن کے مُستند اقوال

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وہ حیّ و قیوم چاہے تو انھیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلك على الله بعزيز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سبب سے المناک پہلو اہل السنّۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اور ختمِ نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلّی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے ان رِستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات، احادیثِ صحیحہ یا اُمّت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اُٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور اُن لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملّت کا ایک حصّہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبّت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وهو على كل شىء قدير۔

قرآن حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتابِ مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں اس کے ادب اور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمّہ فن کے مستند اقوال

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کر دیں۔ وہ حیّ و قیّوم چاہے تو انھیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنّۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے اٹھو لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے ان رِستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات، احادیثِ صحیحہ یا اُمّت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور اُن لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملّت کا ایک حصّہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وھو علٰی کل شیء قدیر۔

قرآن حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتابِ مقدّس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں اس کے ادب اور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہوتی یا لغوی پیچیدگی نظر آتی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمہ فن کے مستند اقوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين
ضیاء القرآن
جلد اوّل
فاتحہ ۔ تا ۔ انعام
پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ
ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ ۔ لاہور

الثبوت اور ظنی الدلالت میں تاویل کرنے والا کیسے کافر ہو گیا؟

مزید استفسار یہ ہے کہ مفتیان کرام ارشاد فرمائیں کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بحرالعلوم یہ حضرات سرکار علیہ السلام کو عالم ارواح میں نبی تسلیم کرتے ہیں مگر دنیا میں چالیس سال سے پہلے نبی تسلیم نہیں کرتے۔

کیا یہ حضرات کافر ہیں؟

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ، عالم ارواح میں سرکار علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن دنیا میں حصول نبوت سے پہلے سرکار کو ولی مانتے ہیں تو پھر صدر الشریعہ کافر ہیں؟

حضرت مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سرکار علیہ السلام کو عالم ارواح میں نبی مانتے ہیں لیکن دنیا میں وحی سے پہلے ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز مانتے ہیں تو پھر کیا انہیں بھی کافر کہا جائیگا۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبین وآدم لمنجدل فی طینتہ

اس کے بارے گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم النبیین کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے تو پھر بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیسے مبعوث ہوئے؟

اس طرح تو پھر نانوتوی کا کلام ٹھیک ہو جائے گا کہ آپ خاتم بمعنی اصلی نبی ہیں اور دوسرے انبیاء آپ کے تابع ہیں لہذا اگر بعد از زمانہ نبوی کوئی اور بھی نبی آجائے تو ختم نبوت

میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

نیز دیگر انبیاء علیہم السلام صرف علم الٰہی میں نبی تھے بالفعل نہیں تھے۔ تو پھر سرکار علیہ السلام ان سے آخری کیسے ہو گئے۔ آخری نبی ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت کا اعطاء ہو اور اس ہستی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ جلد 11 میں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے "ختم نبوت" میں اس حدیث پاک کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا لوح محفوظ میں لکھا جا چکا تھا۔ کسی شارح حدیث نے یہ معنی بیان نہیں کیا جو ہمارے ہم عصر "مدعیان علم و فضل" بیان فرما رہے ہیں۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خصائص کبریٰ سے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کی صرف بعثت اور تبلیغ موخر ہے۔ لیکن آپ کا نبی بنایا جانا اس میں کوئی تاخر نہیں ہے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام انسانوں کو شامل ہے۔

اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وقت ولادت سے ہی نبی ہیں اور اُن کی اسی عبارت کے اندر یہ الفاظ بھی موجود ہیں انما یفترق الحال فیما قبل بلوغ الاربعین من جسدہ ﷺ۔

مزید گزارش یہ ہے کہ علامہ نبہانی نے جواہر البحار جلد دوم میں شیخ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام پیش کیا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ:

"نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نبوت دو بار عطا کی گئی۔ ایک بار عالم ارواح میں، جو تمام انبیاء کیلئے تھی۔ اس لحاظ سے تمام انبیاء آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہو گئے اور اُن کی

تحقیقات

العلماء الکرام والائمۃ الاعلام

فی نبوۃ سید الانام ﷺ

فی عالمی الارواح والاجسام

مصنف

اشرف العلماء شیخ الحدیث

علامہ محمد اشرف سیالوی زید مجدہ العالی

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا

"خاتم النبیین" کو "آخر النبیین" میں لینے والے ناسمجھ عوام کہنا

گھمن صاحب 135 صفحات کے بعد اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے لکھتے ہیں:

جۃ الاسلام پر ایک اور اشکال اور اس کا جواب: کاظمی صاحب لکھتے ہیں: ہمیں نانوتوی صاحب سے شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تاخر زمانی تسلیم نہیں کی یا یہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعیان نبوۃ کی تکذیب وتکفیر نہیں کی، انہوں نے سب کچھ کیا ہے مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر سب کئے پر پانی پھیر دیا۔ مقالات کاظمی، جلد 2

الجواب: الحمدللہ یہ تو بریلوی مان گئے کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو مانتے ہیں اور یہ بھی مان گئے انہوں نے آپ علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کی ہے۔ اعتراض صرف یہ رہا کہ یہ عوام کا خیال بتایا، تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عوام سے مراد جہلا نہیں کیونکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں: عوام سے مراد وہ ہوتے ہیں جو حقائق تک نہ پہنچے ہوں چاہے عالم کہلاتے ہوں۔ فہارس فتاوی رضویہ، صفحہ 401۔

یعنی جو بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے ان کو بھی عوام کہا جاتا ہے چاہے وہ علماء بھی ہوں، یہ بات ہوگئی جہلا مراد نہیں۔ باقی حضرت کے ارشاد کا مطلب صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا عام طور پر لوگ یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ کا زمانہ آخری ہے اور اس کی علت اور اصل وجہ کو نہیں پاسکتے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ تو اس کی وجہ اور علت آپ کا خاتم المراتب ہونا ہے اور اکمل ومکمل ہونا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو آخر میں بھیجا گیا، بولئے اس میں کیا قباحت ہے؟ اس علت کی وجہ سے آپ کے خاتم النبیین ہونے کا کسی مفسر ومحدث کو بھی انکار نہیں۔ اور آپ کے گھر سے بھی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں اور گزر بھی چکی ہیں۔ جیسے فاضل بریلوی نے رسوخ فی العلم نہ رکھنے والوں کو طبقہ عوام میں شامل کیا، اسی طرح حضرت نے کہا نہ یہ کہ یہ خیال جاہلوں کا بتایا یعنی مولانا نانوتوی نے ان کو عوام کہا ہے جو رسوخ فی العلم نہیں رکھتے نہ کہ حضرت نے جاہل لوگوں کو عوام کہا ہے، لہٰذا مولانا کا دامن صاف ہے۔ (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 136، 137، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا)

گھمن صاحب نے یہاں پھر اپنے بڑوں کی تقلید میں ہیرا پھیری سے کام لیا ہے اور باطل تاویلات کی ہیں۔ دیوبندی نانوتوی کے کفر کو چھپانے کے لئے بار بار یہی کہتے ہیں کہ قاسم نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے۔ یہ ہم بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے کئی مواقع پر ختم زمانی کو تسلیم کیا ہے لیکن تحذیر الناس کی وہ عبارت جس میں ختم زمانی کا انکار پایا جارہا ہے اس سے رجوع

اس میں چار اعتراض کئے ہیں وہابی نے ہم اس کا جواب عرض کرتے ہیں ترتیب وار۔ا کا جواب دینے سے پہلے ہم بنیادی عقیدہ کا اجتماعی متفقہ اہلسنت کا بتادیں کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور بالخصوص ہمارے آقا معصومین کے سردار ہیں اور گناہ ۔جرم خطا ۔خلاف اولیٰ ۔ناپسندیدہ۔نامناسب کام سے معصوم عن الخطاء ہیں۔اب کسی کا بھی ترجمہ ۔تفسیر ۔معنیٰ ۔مفہوم ۔الفاظ ۔عصمت کے خلاف ہوا تو اس کو رد کریں گے ۔یا اسکی تاویل کریں گے ۔یا غیر معصوم کی بھول تسامح سمجھ کر درست معنیٰ کی طرف پھیر دین گے ہر ممکن کوشش کر کے انبیاء علیہم کو غلط مطلب ومعنیٰ والفاظ سے الگ کر دیں گے چاہے کوئی بھی ہو ہم اپنے پرائے کا فرق نہیں کرتے جیسے دیوبندی اپنوں کے خلاف فتویٰ دینے سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں بے جا تاویلیں کرتے ہیں اگر بغیر نام لئے ان کے مولوی کی عبارت پر کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور بعد میں پتا چلا کہ یہ تو اپنے ہیں اب فتویٰ واپس لیتے ہیں یا تاویلوں کا چکر چلا کر اپنے مولوی کو بچانے کی خاطر سو جھوٹ بول جاتے ہیں اب سرفراز بتائے کہ وہ معصوم مانتا ہے انبیاء علیہم السلام کو یا نہیں۔اگر مانتا ہے تو زبان سے تو پھر اعتراض کیوں کرتا ہے؟ کیونکہ معصوم کی ضد ہے گناہ تو یہ جمع ضد ہے جو محال ناممکن ہے یعنی معصوم ہے تو گنہ گار نہیں اور گنہ گار ہے تو معصوم نہیں ہو سکتا اور گناہ کی نسبت کرنے سے نبوت بھی مشکوک ہو جاتی ہے تو ختم نبوت کا منکر بھی کہلائیگا۔ ——

مزید تفصیل کے لئے عقائد کی کتب دیکھ سکتے ہیں۔

جواب ا۔ وہابی نے غلط بلکہ معنوی تحریف لکھا ہے اس کی دلیل کوئی بھی نہ دے سکا نہ دے سکتا ہے چاروں اعتراض قیاسی ہیں بلکہ لایعنی ہیں لکھتا ہے کہ یہ مغفرت آپکے واسطے سے ہوئی یعنی مغفرت کا تعلق آپکی ذات سے نہیں بلکہ آپ (ﷺ) کے واسطے سے دوسروں کی مغفرت ہوئی۔

ناشر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔

تعاون

رضا ریسرچ اکیڈمی کراچی۔

"خاتم النبیین" کو "آخر النبیین" میں لینے والے نا سمجھ عوام کہنا

گھمن صاحب 135 صفحات کے بعد اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے لکھتے ہیں:

حجۃ الاسلام پر ایک اور اشکال اور اس کا جواب: کاظمی صاحب لکھتے ہیں: ہمیں نانوتوی صاحب سے شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تاخر زمانی تسلیم نہیں کی یا یہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعیان نبوۃ کی تکذیب و تکفیر نہیں کی، انہوں نے سب کچھ کیا ہے مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر سب کئے پر پانی پھیر دیا۔ مقالات کاظمی، جلد 2

الجواب: الحمد للہ یہ تو بریلوی مان گئے کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو مانتے ہیں اور یہ بھی مان گئے انہوں نے آپ علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر کی ہے۔ اعتراض صرف یہ رہا کہ یہ عوام کا خیال بتایا، تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عوام سے مراد جہلا نہیں کیونکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں: عوام سے مراد وہ ہوتے ہیں جو حقائق تک نہ پہنچے ہوں چاہے عالم کہلاتے ہوں۔ فہارس فتاوی رضویہ، صفحہ 401۔

یعنی جو بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے ان کو بھی عوام کہا جاتا ہے چاہے وہ علماء بھی ہوں، یہ بات ہو گئی جہلا مراد نہیں۔ باقی حضرت کے ارشاد کا مطلب صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا عام طور پر لوگ یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ کا زمانہ آخری ہے اور اس کی علت اور اصل وجہ کو نہیں پا سکتے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ تو اس کی وجہ اور علت آپ کا خاتم المراتب ہونا ہے اور اکمل و مکمل ہونا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو آخر میں بھیجا گیا، بولئے اس میں کیا قباحت ہے؟ اس علت کی وجہ سے آپ کے خاتم النبیین ہونے کا کسی مفسر و محدث کو بھی انکار نہیں۔ اور آپ کے گھر سے بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں اور گزر بھی چکی ہیں۔ جیسے فاضل بریلوی نے رسوخ فی العلم نہ رکھنے والوں کو طبقہ عوام میں شامل کیا، اسی طرح حضرت نے کہا نہ یہ کہ یہ خیال جاہلوں کا بتایا یعنی مولانا نانوتوی نے ان کو عوام کہا ہے جو رسوخ فی العلم نہیں رکھتے نہ کہ حضرت نے جاہل لوگوں کو عوام کہا ہے، لہٰذا مولانا کا دامن صاف ہے۔ (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 136، 137، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا)

گھمن صاحب نے یہاں پھر اپنے بڑوں کی تقلید میں ہیرا پھیری سے کام لیا ہے اور باطل تاویلات کی ہیں۔ دیو بندی نانوتوی کے کفر کو چھپانے کے لئے بار بار یہی کہتے ہیں کہ قاسم نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے۔ یہ ہم بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے کئی مواقع پر ختم زمانی کو تسلیم کیا ہے لیکن تحذیر الناس کی وہ عبارت جس میں ختم زمانی کا انکار پایا جا رہا ہے اس سے رجوع

ادب ۴۰: جب اپنے لیے دعا مانگے تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے۔

قال الرضاء: کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں کسی بندے کا طفیلی ہوکر مراد کو پہنچ جائے گا۔

ابو الشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روایت کی: ''ہم سے ذکر کیا گیا جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے خیر کرتا ہے قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا ایک کہنے والا کہے گا: یہ وہ ہے کہ تمہارے لیے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا پس وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کرکے بہشت میں لے جائیں گے۔''

یہاں تک کہ حدیث میں ہے: ''جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔''(1)

قال الرضاء: یہ بھی ابو الشیخ نے روایت کی اور خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾

''مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے۔''(2) (پ۲۶، محمد: ۱۹)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ'' (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہتے سنا، فرمایا: ''اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی۔''(3)

---

(1) ''كنز العمال''، كتاب الأذكار، الحديث: ۳۳۷۸، ج۱، الجزء الثاني، ص ٤٩، (بحوالہ ابو الشیخ)۔

(2) یہاں ترجمہ میں خطاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے نہیں بلکہ کسی بھی عام مومن کو یہ دعا تعلیم کی جارہی ہے کہ اپنے اور عام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت طلب کر جیسا کہ کہ سیاق وسباق سے بھی واضح ہے۔ اس حوالے سے مکمل وضاحت کے لیے دیکھیے ''فتاوی رضویہ''، جلد ۲۹، ص ۳۹۴ سے ۴۰۱ تک، رضا فاؤنڈیشن لاہور.

(3) ''رد المحتار''، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: في الدعاء بغير العربية، ج۲، ص ۲۸٦.

احسن الوعاء لآداب الدعاء معروف بہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء

کی تسہیل و تخریج بنام

فضائلِ دُعا
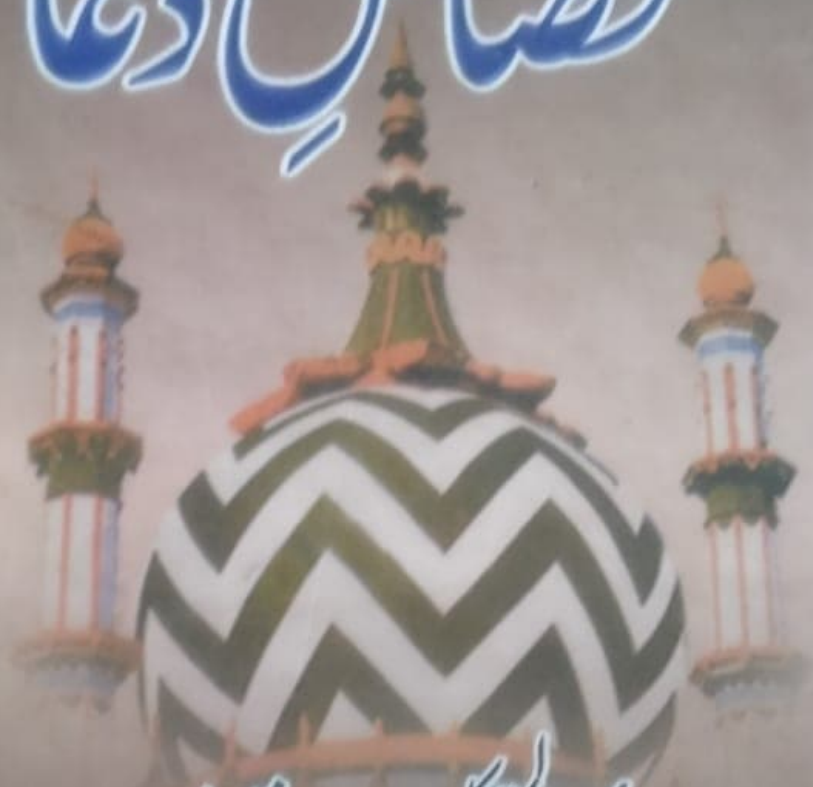
مصنف: رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان

شارح: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن